روحِ تحقیق، جلد۲، شمارہ۴، مسلسل شمارہ:۶، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۲۴ء

اردو حمد و نعت، سلام نگاری و منقبت پر قومی گیتوں کے اثرات کا جائزہ

A Review of the Effects of National Songs on Urdu Hamds, Naat, Manajat, Manqabat and Salam Negari

ڈاکٹر فرزانہ خدرزئی

اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، گورنمنٹ گرلز ماڈل ڈگری کالج، جناح ٹاؤن، کوئٹہ

ڈاکٹر کرن داؤد

اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، ایس بی کے وومنز یونیورسٹی کوئٹہ، بلوچستان

گل غتی

اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، بلوچستان یونیورسٹی، بلوچستان

Abstract:

After the Indo- Pak wars especially the 17- days war of 1965, the national songs will be intellectually and artistically rich with their immense creative energy.This war played an important role in the awakening of national identity. In these songs, during this short period of time,the strength and energy emerged that influenced other genres of poetry as well.In this way,the thoughts and ideas of national songs were transferred to urdu hamds,manjat,nat, Manqbat and salam negari.The specific vocabulary,techniques,symbols and allusions used in national songs found their place in these genres.These similies and metaphors,symbols and technigues represent the geographical features of pakistan along with the Islamic cultural heritage.Place mention of scenes and birds in the above categories expanded their scope.In this genre of praises and chants,their morals and character were reformed by connesting the thoughts of the greatness of Allah ,praise,strength and greatness to the center of unity of the nation.In addition to purely natiya thoughts,there were many articles in Naats that contained moral thoughts and chants.Respectful tone of the nation’s civilization and social reconstructionit is done keeping in mind.Nowadays,it is common to read naats instruments and music like national songs.With the influence of national songs, an attempt was made to promote collective tendencies in greetings.

Keywords:

National Songs, Hamds, Manjat, Naat, Manqabat, Salam Negari, Civilization, Moral Thoughts.

پاک بھارت جنگوں خصوصاً۱۹۶۵ء کی سترہ روزہ جنگ نے اردو شاعری کو بہت متاثر کیا۔اس پس منظر میں لکھے گئے قومی گیت، قوم کی رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگے۔ان دنوں میں تخلیق کیے جانے والے گیتوں نے اردو شعر وادب کی تاریخ میں نئے امکانات کے در وا کیے۔قومی گیت جو اس وقت تک سست روی سے قدم بڑھا رہے تھے تیزی کے ساتھ متحرک ہوئے۔نہ صرف گیتوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوا بل کہ اردو کے قومی اور ملی گیتوں کی تاریخ کا روشن زمانہ شروع ہوتا ہے۔اس جنگ کے توسط سے قومی گیتوں میں نئے حالات و شعور و ادراک ملتا ہے۔قومی گیت اپنی بے پناہ تخلیقی توانائی کی بہ دولت فکری اور فنی سرمایے کے اعتبار سے زرخیز اور متمول ہو گے۔

اردو شاعری میں قومی، سیاسی وادبی رجحانات سب سے پہلے ۱۸۵۷ء کے بعد ابھرے۔ قومی مسائل کا تذکرہ اور وطن سے محبت کا اظہار اگرچہ اس سے قبل بھی اردو غزل میں موجود تھا۔ اس حوالے سے بہت سے شہر آشوب بھی لکھے گئے مگر ۱۸۵۷ء کے بعد اردو ادب میں بہ راہ راست قومی جوش و خروش، حریت پسندی، قومی و ملی احساس اور آزادی وطن کی ترجمانی کے رجحانات دیکھنے کو ملے۔ بدلے ہوئے حالات کے مطابق شاعری سماجی حقیقتوں کی آئینہ دار ہوئی۔ اس میں زندگی کے مسائل کا ادراک ملنے لگا۔ اکبر الہ آبادی، اقبال اور ظفر علی خان قومی بے داری کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ قومی بے داری، حب الوطنی کے ساتھ مناظرِ فطرت کو بھی موضوع بنایا گیا۔ قومی نظموں کا اثر، شاعری کی دوسری اصناف پر بھی براہ راست پڑا۔ گیتوں نے قومی معاملات و مسائل کے لیے اردو نظم سے اخذ و استفادہ کیا۔ رفتہ رفتہ قومی شاعری سے اردو کا قومی گیت اثر قبول کر کے نئے رہنگ و آہنگ کے ساتھ شعر و ادب میں منور ہوا اور عہد بہ عہد اس میں نئے رجحانات جگہ پاتے گئے۔

قومی و ملی احساس اور نظریہ پاکستان کی بقا جوش و خروش اور حب الوطنی کے شدید رجحانات قیام پاکستان کے بعد پاک بھارت جنگوں کے تناظر میں لکھے گئے قومی گیتوں میں دیکھنے کو ملے۔ بھارت کی جارحیت کے بعد قومی گیتوں کا اردو شاعری پر تیزی سے اثر پڑا۔ اس جنگ نے قومی تشخص کی بے داری میں اہم کردار ادا کیا۔ قومی بے داری کے یہ جذبات اب اردو شاعری کا اہم بھی سرمایہ ہیں۔ ان گیتوں میں اس مختصر سے عرصے کے دوران وہ قوت اور توانائی ابھر آئی کہ وہ شاعری کی دیگر اصناف کو بھی متاثر کر گئیں۔ یہیں سے ہی اردو شعر و ادب میں نئے باب کا اضافہ ہوا۔ قومی گیتوں کے اثرات قبول کرنے کے بعد اردو شاعری میں اس طرز اسالیب کو مقبولیت ملی۔ شاعری میں اسلامی اثرات کی کار فرمائی نظر آتی ہے۔ ان کے توسط سے اردو شاعری میں قومی و ملی شاعری کو روایت کا درجہ ملا۔ شعرا نے اپنا تخلیقی رشتہ سر زمین پاکستان کی روایت سے استوار کیا۔ اس روایت کے بعد پاکستان کی علاقائی زبانوں کی شاعری بھی شعرا کی روایت کا مرکز بنی۔ یہ انداز اس قدر مقبول ہوا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد ایک مکمل رجحان بن کر اردو شاعری میں جلوہ نما ہوا۔ اسلامی تلمیحات، تشبیہات واستعارات اور علامات کی کثرت دکھائی گئی۔ اسلامی مزاج کی غماز تراکیب کا استعمال کیا گیا۔ قومی گیتوں کے اثرات سے شاعری میں مختلف النوع تجربات کیے۔ گیت کی صنف کا بنیادی عنصر موسیقی، ساز و آواز کا تال میل، مصرعوں کی ترتیب، اتار چڑھاؤ سب مل کر مجموعی طور پر نغمگی و موسیقی کے سماں کو پیش کرتے ہیں۔ اردو شاعری کا دامن فنی وفکری حوالے سے وسیع ہوا جو اپنے اندر وسعت وارتقا کے خاصے امکانات رکھتا ہے۔ اردو شاعری میں اعلیٰ موضوعات کی طرف توجہ دی گئی۔ ۶۵ کی جنگ کے بعد پاکستانی قوم کی اجتماعی زندگی میں سب سے بڑا سانحہ مشرقی پاکستان کا ۱۹۷۱ء میں کٹ کر الگ ہو جانا تھا۔ اس سانحے نے روح و اذہان دونوں کو متاثر کیا۔ اس المیے کا شعرا نے اپنے اپنے طریقے سے پر درد انداز میں اظہار کیا۔ اس عہد کی شاعری میں سیاسی الم و دکھ، اپنوں کی سازشیں، اندیشے، خوف، حوصلہ، جدوجہد کا رنگ نمایاں ہے۔ سیاسی، اقتصادی، مذہبی عقائد کا تذکرہ، مناظر فطرت، حب الوطنی کی روایت جو قومی گیتوں سے چلی تھی اردو شاعری میں اس سے استعفادے کا شعور ملنے لگا۔ ملی اور قومی احساس شعر و ادب کی روح میں رچ بس گیا۔ اردو شاعری میں قومی یک جہتی، تہذیب و ثقافت، علاقائی ہم آہنگی، یگانگت، ارض پاک کی مٹی جیسے خیالات مختلف النوع شکلوں میں ابھر آئے۔ شاعری کی کوئی بھی صنف اٹھا کر دیکھ لیں اس میں قومی و ملی تشخص اور شعور کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

الف۔اردو حمد و مناجات پر قومی گیتوں کے اثرات

حمد عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی تعریف کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف میں بیان کی جانے والی نظم حمد کہلاتی ہے۔ حمد باری تعالیٰ کئی زبانوں میں لکھی جاتی رہی ہے، جب کہ مناجات کا مطلب ہے دعا، ایسا کلام جو بارگاہ الٰہی میں بطور التجا پیش کیا جاتا ہے مناجات کہلاتا ہے۔ حمدیہ شاعری میں عبدیت کے اظہار کے ساتھ مناجات کے اجزا بھی شامل ہوتے ہیں۔ قومی گیتوں نے حمد و مناجات کے طرزِ فکر و اظہار پر گہرے اثرات ثبت کیے۔ ان میں نئے قومی و ملی رجحانات، میلانات و اسلوب کی جلوہ نمائی دیکھنے کو ملی۔ حمد و مناجات اگر چہ دو الگ الگ اصناف شاعری ہیں، مگر اکثر دونوں اصناف ایک دوسرے میں مدغم ہو کر شاعر کے اس مقصد و مفہوم کو سامنے لاتی ہیں، جو ملک و ملت کی تعمیر و ترقی متعلق ہو۔ ان دونوں اصناف میں الگ الگ بھی قوم اور ملت کی ترقی و تعمیر کا سہارا لیا گیا۔ جہاں قوم و ملت کے مسائل نے ان اصناف میں جگہ پائی وہاں خدا کا ذکر اور اس کی حمد و ثنا بھی کی گئی۔ حمد نگاری کو ذریعہ نجات سمجھ کر موضوع سخن بنایا گیا۔ پھر قومی گیتوں کے اثر سے قبل بھی یہ دونوں اصناف، ان اصنافِ سخن میں شمار ہوتی ہیں جو اس تشخص کو واضح کرتی ہیں جو صرف اور صرف مسلمانوں سے منسوب ہے۔ اگر چہ اردو شاعری نے اسلامی فکر و تعلیمات کے زیر اثر اپنا تشکیلی و ارتقائی سفر طے کیا۔ رفتہ رفتہ اس میں ملی و قومی اقدار نے بھی جگہ پائی۔ بعد ازاں قومی گیتوں کے افکار و خیالات بھی اردو حمد و مناجات میں منتقل ہوئے۔ ان دونوں اصناف کا اپنا ایک خاص موضوع ہے۔ یہ ذکر الٰہی کی منظوم شکل کا نام ہیں۔ تاہم ان دونوں اصناف میں زبان و بیان کی سطح پر گیتوں میں برتی جانے والی مخصوص لفظیات، تراکیب اور علامات کے ساتھ ساتھ اسلوبیاتی سطح پر قومی گیتوں کا تتبع دکھائی دیا۔ قومی گیتوں میں برتی جانے والی تشبیہات و استعارات، الفاظ و تراکیب اور تلمیحات کو بھی اردو حمد نے اپنا لیا۔ شعرا نے وطن کے موسموں، پھولوں اور پرندوں کے تذکرے کو حمد میں جگہ دے کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ اس کی عکاسی ریاض ندیم نیازی کی اس حمدیہ شاعری سے کی جاتی ہے:

دل میں رکھتے ہیں، کرتے ہیں پیہم، وہ جو یادِ خدا چپکے چپکے
لوٹتے ہیں عبادت کا گویا، شب کو اُٹھ کر مزا چپکے چپکے
یہ سمندر، یہ صحرا و دریا، سبزہ و گل، شر بھی، حجر بھی
سب کے سب ہیں اُسی سے مُخاطب، کہتے ہیں جانے کیا چپکے چپکے(۱)

قومی گیتوں میں برتی جانے والی تشبیہات و استعارات، علامات و تراکیب اسلامی تہذیبی ورثے کے ساتھ، پاکستان کی جغرافیائی خصوصیات سے عبارت تھیں۔ حمد گو شعرا نے بھی دور از کار تشبیہات و استعارات سے جان چھڑا کر اس خطے سے مربوط علامتوں اور تشبیہات و استعارت کو جگہ دی۔ کبھی براہ راست حمدیہ شاعری کے توسط سے تو کبھی اس کی بہ جائے اخلاقی، تاریخی، اصلاحی اور قومی و ملی فکر کو سمو کر مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کے احساس دلانے کا فریضہ بھی انجام دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار، مظاہر کائنات کے جلووں کو سمو کر ایک نئی روش کو اپنایا۔ اس کی ایک مثال احمد ندیم قاسمی کے شعری مجموعے لوحِ خاک کے صفحہ ۷۰ پر طبع وطن کے لیے ایک دعا سے ملتی ہے۔ خدا کرے کہ میری ارضِ پاک پر اترے، وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو۔ اس رجحان کے تحت اردو حمد نئے قومی و ملی میلانات اور اسلوب سے شناسا ہوئی۔ اس حوالے سے ریاض ندیم نیازی کہتے ہیں:

یہ گلشن گلشن پھول کھلے، یہ تتلیاں اور جگنو سارے
کیا خوب نظارے ہیں سارے کیسی ہے فضا سبحان اللہ!
ہر پھول میں ہے خوشبو تیری، ہر رنگ میں ہے جلوہ تیرا
سونگھا تو کہا سبحان اللہ، دیکھا تو کہا، سبحان اللہ!(۲)

حمدیہ شاعری میں مذہبی روایات اور تہذیبی ہم آہنگی نے ایک نئے اور منفرد انداز کو فروغ دیا۔ ریاض ندیم نیازی کی اس حمد کے پہلے شعر میں وہی فضا، ماحول اور گونج سنائی دیتی ہے جیسے کوئی قومی و ملی گیت تحریک پاکستان یا پاک بھارت جنگوں کے تناظر میں لکھے گیتوں کا پر نشاط تصور پیش کر رہا ہو۔ آزادی، ملی تشخص کی بقا اور سربلندی کے لیے اس عہد کے قومی گیتوں میں تاریخ اسلام کے واقعات کو داخل کر کے قوم و ملت میں حوصلہ، عزیمت، جوش جذبہ اور ولولہ ابھارا گیا:

تکبیر و اذاں کی جو نوا گونج رہی ہے
کانوں میں یہ آوازِ خدا گونج رہی ہے (۳)

پاکستان میں قومی، ملی، تہذیبی و ثقافتی تشخص کی بنیاد عقیدہ توحید و رسالت پر استوار ہے۔ حمدیہ شاعری میں یہ قومی و ملی مضامین اس طرح سموئے گئے کہ توحید و رسالت کا جلوہ اپنی تمام تر لطافتوں کے ساتھ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی، حمد و ثنا، قوت و عظمت کے افکار سے قوم و ملت کا مرکز توحید سے ربط رکھ کر ان کے اخلاق و کردار کی اصلاح کی گئی۔ حمدیہ شاعری کے درمیان یا آخر میں مناجات کے اجزا کی شمولیت کے توسط سے بھی قومی و ملی رجحانات کی عکاسی کی گئی۔ اس حمد میں مظفر وارثی، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جن الفاظ میں کرتے ہیں، ان کی طرز فکر و اظہار پر قومی گیتوں کا عکس واضح طور پر دکھائی دیتا ہے:

لبِ ازل کی صدا لاالٰہ الا اللہ
ازل سے قبل بھی تھا لاالٰہ الا اللہ
رکھی تھیں اسی پر وطن کی بنیادیں
خدا کرے کہ فلک تک ہم ان کو پہنچا دیں
پکارتی ہے فضا لاالٰہ اللہ (۴)

مظفر وارثی اس دعا میں خدا کی تعریف، خود مختیاری اور کارسازی، نعمتوں کی عطا پر تشکر کے ساتھ ساتھ التجائیہ انداز میں اس کی سلامتی اور بقا کے لیے رب تعالیٰ کے سامنے رطب اللسان ہے۔ اس میں برتی جانے والی لفظیات و تراکیب خطۂ پاک، مصطفائی نظام، تا قیامت، وطن، سرمایہ، دھن، آبرو، وقف کی ہوئی جان اور شان کے عقب میں نہ صرف الگ تشخص کی نمائندگی کا احساس ملتا ہے بل کہ قومی و ملی اقدار و روایات کی اس پاس داری کا وہ احساس توانائی کے ساتھ جھلکتا ہے جو قومی گیتوں سے منسوب ہے۔ مظفر وارثی اللہ تعالیٰ سے دعائیہ انداز میں مخاطب ہو کر ان انعامات و اکرامات پر سربسجود ہیں جو خالق کائنات نے عطا کیے جن میں ایک بڑا انعام خطہ پاک کی عطا ہے:

خطۂ پاک بھی عطا ہے تری
اُس کا مقصود بھی رضا ہے تری
مُصطفائی نظام ہو اُس کا

ساری دنیا میں نام ہو اُس کا
میں کہ اِس سرزمین کا باشندہ
یہ ہے زندہ تو میں بھی ہوں زندہ
تا قیامت رہے وطن میرا
یہی سرمایہ میرا دھن میرا
وقف اِس کے لیے ہو جان میری
یہ میری آبرو یہ شان میری (۵)

ب۔ اردو نعت گوئی پر قومی گیتوں کے اثرات

نعت گوئی میں قومی و ملی اثرات مختلف صورتوں میں ابھرتے رہے۔ بیسویں صدی کے نصف اول میں شعرانے نعت میں قومی و ملکی مسائل کو جگہ دی۔ نعتوں میں مقصدیت اور اصلاحی پہلوؤں کو واضح کرنے کی سعی کی گئی۔ قومی گیتوں میں اگرچہ نعتیہ عناصر کی شمولیت کا رجحان تحریک پاکستان کے دوران سامنے آیا۔ اس تحریک کے دوران برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں احساس تشخص اور احساس انفرادی پیدا کرنے کے لیے، انہیں سرگرمِ عمل رکھنے کے لیے اور تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے گیتوں میں اسلامی تہذیبی اور ثقافتی ورثے سے ہم آہنگ کیا گیا۔ ان گیتوں کی تخلیق کا مقصد ان میں نئی روح پھونک کر جوش و ولولہ پیدا کرنا مقصود تھا تاکہ انہیں اپنی انفرادیت اور تشخص کا احساس ہو اور ان میں قومی و ملی شعور پیدا ہو۔ اردو شاعری میں اس طرز کا آغاز ۱۸۵۷ء سے حالی، اقبال اور دیگر شعرا کے ہاتھوں ہوا تاہم اسلامی فکر و فلسفے اور تہذیبی و ثقافتی ورثے سے مزین اس طرز کے قومی گیتوں کا آغاز تحریک پاکستان کی جدوجہد کے دوران ہوا۔ عہد بہ عہد شعرانے نعتیہ شاعری کو ایک نئے اور جدید نظام فکر سے استوار کیا۔ ڈاکٹر محمد طاہر قریشی نے اس موضوع پر مقالہ ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر (سقوطِ دلی تا سقوطِ ڈھاکہ) کے عنوان سے لکھا ہے۔ انہوں نے اس مقالے میں عہد بہ عہد ملی شاعری میں نعتیہ عناصر کا مطالعہ پیش کر کے اس موضوع کے حوالے نئے حقائق دریافت کیے۔ ان حقائق کی روشنی میں انہوں نے ثابت کیا کہ ملی شاعری میں نعتیہ عناصر کی موجودگی ایک ناگزیر عنصر ہے۔ مقالے میں انہوں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے قبل کی گئی ملی شاعری میں نعتیہ موضوعات کو زیر بحث لا کر عہد حاضر تک کے ملی شعور کو نعتیہ شاعری میں اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ مقالے میں جنگ آزادی سے قبل ایسی قومی و ملی شاعری کے بے شمار نمونے پیش کیے گئے جو نعتیہ عناصر کے حامل ہیں۔ اس نوعیت کی شاعری کے جدید دور کا آغاز ۱۸۵۷ء کے بعد سر سید احمد خان کی علمی، ادبی اور اصلاحی تحریک کے زیر اہتمام ہوا۔ اس دور میں ایسی کئی نظمیں لکھی گئیں جن میں اللہ اور رسول سے تعلق کو مضبوط کیا گیا۔ حالی، شبلی، اکبر الہ آبادی، اسمٰعیل میرٹھی، اقبال، مولانا ظفر علی خان، شورش کاشمیری، حفیظ جالندھری، ماہر القادری نے موضوعاتی، فکری اور اسلوبیاتی سطح پر قومی و ملی شاعری کو نئے میلانات و رجحانات، اسالیب و موضوعات سے آشنا کیا۔

ڈاکٹر محمد طاہر قریشی نے ملی شاعری میں نعتیہ عناصر کے اثرات تلاشے، مگر یہ حقیقت ہے کہ نعتیہ شاعری بھی قومی و ملی گیتوں کے اثرات سے الگ نہ رہ سکی۔ قومی گیتوں کے اثرات نعت پر تحریک پاکستان کی جدوجہد کے دوران ہی ثبت ہونے لگے۔ قیام پاکستان کے بعد اس خطہ پاک کی تہذیبی و تمدنی، معاشی و معاشرتی مسائل، ملکی و سیاسی حالات کے اثرات

جہاں اردو شاعری کی دیگر اصناف پر مرتب ہوئے وہاں نعتیہ شاعری بھی اثرات سے الگ نہ رہ سکی۔ اس رجحان میں ۱۹۶۵ء کے بعد تیزی آئی۔ اگرچہ نعتیہ شاعری میں شاعر کے نظامِ فکر کی اساس رسالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق پر استوار ہوتی ہے تاہم شعرا نے اس محبت اور عشق کو مرکز بنا کر ملی و قومی افکار کو اس کے گرد استوار کیا۔ اس جنگ کے دوران اور آنے والے ادوار میں ایسی بے شمار نعتیں تخلیق کی گئیں جن میں قومی و ملی عناصر کی شمولیت ضروری قرار پائی۔ ان نعتوں میں قومی گیتوں کی طرز پر تاریخ اسلام کے واقعات کو داخل کر کے مسلمانوں میں جوش، جذبہ اور ولولہ ابھارا گیا تاکہ پاکستانی قوم دین اور تہذیب کے سانچوں میں ڈھل کر بھارتی جارحیت سے نبرد آزما ہوں۔ ان میں غیرت، حمیت اور جذبہ حریت پیدا ہو۔ قومی گیتوں کے اظہار کی تخلیقی قوت پاکستان، بھارت، دو قوموں کی معرکہ آرائی، وطن اور ملت اسلامیہ کے مجموعی تاثر سے معمور ہو کر نمودار ہوتی ہے۔ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی اس نظریاتی ریاست کا بنیادی نکتہ نظر اسلام تھا۔ اس لیے گیتوں میں مسلمانوں کو اسلامی افکار سے وابستہ رکھ کر ان میں حوصلہ مندی اور عزیمت کی بہ حالی، اخلاقی تربیت مقصود تھی۔ قوم کو دو قومی نظریے کی تجدید نو سے اپنے دین اور مذہب سے وابستہ رکھ کر نغمہ سرائی کی جاتی۔ یہ اثرات نعتیہ شاعری پر کچھ اس طرح مرتب ہوئے کہ نعتوں میں خالص نعتیہ خیالات کے علاوہ ایسے مضامین بھی بہ کثرت ملتے جن میں اخلاقی خیالات، مناجات کا دور مندانہ لہجہ، قوم کی تہذیب اور اجتماعی تعمیر نو کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا۔

رسمی نعت میں مقصدیت اور اصلاحی پہلوؤں کو واضح کرنے کی سعی کی گئی۔ ۱۹۶۵ء کے بعد کی نعت فتح مندی کے باعث جوش و خروش کا مظہر بنتی ہے۔ اس دوران نعتوں میں ملی شعور کے اثرات کثرت سے ابھرے۔ ان میں اللہ و رسول سے وابستگی بڑھی۔ صبر و شکر غیرت و شجاعت، حمیت، جوشِ جہاد جیسے مضامین نے جگہ پائی۔ جب کہ ۱۹۷۱ء کے بعد کی نعتوں میں مشرقی پاکستان کے سانحہ کی بہ دولت مناجات اور توبہ و استغفار کا عنصر ابھرا ہے۔ نعتیہ شاعری میں بھی ایک ایسی فکری روش سامنے آئی جس کے تحت پاکستانی قوم ایک مرتبہ پھر ماضی کی طرح اپنی تہذیب و ثقافت اور نظریے کی پاسبانی پر کمربستہ ہوئے۔ یہ احساس توانائی کے ساتھ ابھرا کہ مسلمان عقیدہ توحید و رسالت کی بنیاد پر ایک ایسی تہذیب و ثقافت کے امین ہیں جو انہیں کفار و مشرکین سے منفرد اور ممتاز بناتی ہے۔ ان کے اور مشرکین کے درمیان حدود اور قیود کا تعین کرتی ہے اور خطِ امتیاز کھینچتی ہے۔ یہی وہ نقطہ ہے جہاں قوم میں ایک داخلی استحکام، صبر و آزمائی، جگر داری اور حوصلے کا ترجمان بن جاتا ہے۔ نعتوں میں الفاظ و تراکیب اور علامات کے استعمال میں بھی ایک نیا رجحان سامنے آیا۔ ان کے چناؤ میں دو سطحیں ابھرنے لگیں جن میں سے ایک کا تعلق عقیدہ توحید و رسالت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے معمور ہوتا، تو دوسرے کا تعلق قومی، ملی و اسلامی تہذیبی اور ثقافتی سطح سے ہوتا۔ مظفر وارثی کی نعت میں ایسا ہی رجحان نظر آتا ہے:

سماں ہو ہر وقت میرے گھر کا طلوع ہوتی ہوئی سحر کا
میں جس کے سائے کی سلطنت میں رہوں وہاں شام ہو نہ کوئی
یہی دُعا ہے مری خدا سے، محمد مصطفیٰ کے صدقے
مرے وطن، میری سرزمین پر، حریف، اسلام ہو نہ کوئی(۶)

اردو نعت میں قومی گیتوں کی اثرپذیری فکری سطح پر ہی دکھائی نہیں دی بل کہ ہیئت کے اعتبار سے بھی یہ رجحان دکھائی دیا اور نعتیہ ترانے لکھے گئے۔ مظفر وارثی کے اس نعتیہ ترانے میں فکری اثرپذیری کی بجائے ہیئت اور اسلوب کے

حوالے سے دکھائی دیتی ہے:

سارے صنم مسمار کر
خیرُ البشر سے پیار کر
رکھ کر نبی کو سامنے
آرائشِ کردار کر
اپنائے گی رحمت تجھے
مل جائے گی جنت تجھے
اپنے عذابوں سے نکل
حَیَّ علیٰ خیرُ العمل(۷)

ان نعتوں میں قومی وملی تعمیر کے لیے آپ ﷺ کو ایک رہبر عالم کی حیثیت سے نعت گوئی کرکے آپ ﷺ کی سیرت وملت کے سامنے لایا گیا۔ آپ ﷺ کے افکار کو رہبر بنا کر قومی وملی مسائل پر بھرپور توجہ دی گئی۔ یہ نعت قوم و ملت کے سیاسی وتہذیبی زندگی سے ہم آہنگ ہو کر نئی سمت مڑتی ہے۔ ان میں آپ ﷺ کی شجاعت اور جذبہ جہاد سے متعلق افکار بھی نمایاں ہوئے۔ جذبہ جہاد، معرکہ حق وباطل کی اساس ایک طرف اسلامی طرز احساس کی امین ہے تو دوسری طرف پاک بھارت جنگوں کے دوران شہرت پانے والے قومی گیتوں کی روایت ہے۔ ان کی باہمی آمیزش سے نعتیہ شاعری میں مروجہ سانچوں کی بجائے ایک نیا اسلوب اور انداز ابھرتا ہے۔ قومی گیتوں کے اثرات سے نعتیہ شاعری انفرادی جذبات و احساسات کی بجائے اجتماعیت کا مظہر بن کر آئی۔ ان کے توسط سے اجتماعی شعور بےدار کرنے کی سعی کی گئی۔ دورِ حاضر میں نعتوں کو قومی گیتوں کی طرح باقاعدہ ساز و موسیقی سے پڑھنے کا رجحان عام ہوا اگر یہ غیر اسلامی اور غیر شرعی عنصر ہے تاہم اس رجحان کی ذرائع ابلاغ، ریڈیو، ٹیلی ویژن، سوشل میڈیا تک رسائی کے بعد نعتوں کو رسمی نعتیہ شاعری کے برعکس مختلف انداز سے پڑھنے کا رجحان شروع ہوا۔ قومی گیتوں میں حمد و نعت اور مناجات کے اجزا کو شامل کرکے گانے کے رجحان کے بعد حمد و نعت کو الگ الگ گا کر پیش کرنے کا رجحان شروع ہو گیا۔

ج۔ اردو سلام نگاری و منقبت پر قومی گیتوں کے اثرات:

قیامِ پاکستان کے بعد جب اس خطے میں سلام نگاری و منقبت کا احیا ہوا تو نئے تجربات کی بنا پر اس صنف میں نئی جہتیں سامنے آئیں۔ سلاموں کو آزادی اور حریت کے تناظر میں پیش کیا گیا۔ یہی وجہ ہے قومی گیتوں کی طرح ان سلاموں میں بھی جوش وخروش اور جذبہ دکھائی دیتا ہے۔ قومی وملی گیتوں کی طرز پر ان سلاموں و مناقب میں وحدت، مساوات، عدل وانصاف کا درس دیا گیا۔ اس حوالے سے حضرت امام حسین اور ان کے رفقا کی قربانی وایثار کی تصویر کشی سے شعرانے پاکستانی قوم میں ملی بےداری، قومی شعور، ہمت، یقین، ولولہ اور جوش وخروش پیدا کرنے کی سعی کی۔ سوئی ہوئی قوم کو بےدار کرنے کے لیے سلاموں اور مناقب میں ایسے اشعار کہے گئے کہ جس سے پاکستانی قوم میں جوش ولولہ پیدا ہو۔ ریاض ندیم نیازی سلاموں میں باطل کے سامنے حق کی سربلندی کا فیض حضرت امام حسینؓ کے پیکر میں سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

حق اب بھی سر فراز ہے باطل کے سامنے
یہ فیض ہے حُسینؑ کا ،برکت حسینؑ کی(۸)

قومی گیتوں میں بھارتی جارحیت کی شدید مذمت کی گئی اور اس ظلم اور جبر کے خلاف خیالات کا اظہار کیا گیا۔یہ اثر ان اصناف میں بھی دکھائی دیا گیا۔گیتوں میں نظریہ پاکستان کی بقا اور سالمیت پر شعرا نے طرح طرح سے اظہار خیال کیا۔دو قومی نظریے کے توسط سے ایک ایسی فضا ابھری کہ اللہ اور رسول کا تذکرہ شاعری میں کثرت سے ابھرا۔سلام و منقبت میں واقعات کربلا اور حضرت امام حسین کے کردار کو نمونہ بنا کر قوم میں بے داری پیدا کرنے کی سعی کی گئی۔شہادت حسینؓ سے ان میں ہمت ،قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا کیا گیا۔تحریک پاکستان کے دوران برصغیر کے مسلمانوں میں جذبہ حریت پیدا ہو گیا تھا۔یہی جذبہ حریت سلاموں میں بھی دکھائی دینے لگا۔جہد و عمل اور بے داری روح کے لیے سلاموں میں بھی ایسے اشعار کہے گئے کہ مقاصد کا حصول ہو۔ریاض ندیم نیازی ان اشعار میں شہادت کا ایک ایسا پہلو پیش کرتے ہیں، جس کے تحت شہادت حسین ایک واقعہ نہیں بل کہ راہ صداقت میں ان کی شہادت عزم و عمل،ایثار و قربانی کی راہ کو ہموار کرتی ہے:

اے کاش میں بھی ترے ساتھ جنگ میں ہوتا
بلا سے راہِ صداقت میں میرا سر جاتا(۹)

سلاموں میں بھی شعرا نے اس بات کا احساس دلایا کہ پاکستان کا خطہ قدرت کا ایک انعام ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری پاکستانی قوم پر عائد ہوتی ہے۔معرکہ حق و باطل قومی گیتوں کا مقبول استعارہ ہے جسے کبھی حقیقی تو کبھی مجازی معنوں میں بیان کر کے قوم کو بے دار کرنے اور باعمل بنانے کی سعی کی گئی۔شعرا نے ان اصناف میں حق و باطل اور خیر و شر کی آویزش میں قومی شعور و بے داری،اوالعزی پیدا کرنے کی سعی کی ۔ان میں قوم کو آزادی کی نعمت سے آگاہ کرنے، فکر و عمل اور الوالعزمی کا درس دینے کا عزم بھی دکھائی دیا۔مقصدی شاعری میں دو اسلوب واضح صورت میں سامنے آتے ہیں ایک خطیبانہ اور دوسرا بیانیہ۔انھی دونوں اسلوب کے توسط سے قومی گیتوں میں وعظ و نصیحت کو فروغ حاصل ہوا۔اس اسلوب کے ساتھ سادگی، روانی اور افادیت کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔گیتوں کے اس زاویے نے اردو شاعری کو بھی متوجہ کیا۔شاعری میں عام رجحانات سے ہٹ کر نئی فضا قائم ہوئی۔شعرا نے حضرت علی اور اہلِ بیت کے علاوہ خلفائے راشدین اور دیگر بزرگانِ دین کی مدح سرائی کی ہے۔منقبت نگاروں نے اپنے ممدوحین کی تعریف کرتے ہوئے عدل و انصاف، شجاعت اور بہادری، حق گوئی اور بے باکی جیسی صفات کو ابھار کر قوم میں ان صفات کو پیدا کرنے کی سعی کی۔وہاں ان شخصیات کے حوالے سے پاکستانی تہذیب و ثقافت اور مذہب کی تفہیم کو بھی ابھارا گیا۔بزرگانِ دین، پاکستان کے پر خطر اور دشوار گزار علاقوں میں آکر اللہ کا پیغام سناتے اور تعلیم و تربیت فرماتے۔ان کے فیض سے گم راہوں نے سیدھا راستہ پایا۔یہ جن جن علاقوں میں قیام پذیر ہوتے،اس علاقے کی نسبت سے یاد ہوتے۔یہ پاکستانی تہذیب و تمدن کی وہ علامتیں ہیں جو اس سر زمین سے نمودار ہوئیں۔اس تہذیب کا مظہر بہاؤالدین زکریا ملتانی،ڈیرہ غازی خان کے سخی سرور، گائوں پیرک بابا ضلع کچھی کے حضرت خواجہ نو العارفین پیرک بابا، گولڑہ شریف اسلام آباد میں مدفون حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مزار وں کی شکل میں ملتا ہے۔ریاض ندیم نیازی سبی بلوچستان میں مدفون حضرت بابا حاجی محمد حنبلؒ کی مدح میں جہاں ان کی خدمات کو سراہتے ہیں وہاں ان کے طفیل سبی کی دھرتی بھی اس تعریف و تحسین کی مستحق قرار پاتی ہے:

سبی کی دھرتی ہے اعلیٰ جس میں قائم صدیوں سے
دریائے فیضان ہے لوگو! بابا حاجی حنبلؒ کا(۱۰)

سلام و منقبت کے توسط سے اجتماعی رجحانات کو فروغ دینے کی سعی کی گئی۔ تحریک پاکستان کے دوران برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں جذبہ حریت پیدا ہو گیا یہی جذبہ حریت سلاموں اور مناقب میں بھی دکھائی دینے لگا۔ بے داری روح، جوش و جذبے کا آغاز قومی گیتوں سے ہوا تو وہی جوش و خروش اور شدت ان اصناف میں بھی دکھائی دی۔ قومی و ملی مسائل کا حل رسول پاک ﷺ کی اطاعت اور حضرت امام حسین کے اتباع میں تلاشا گیا۔ شہدا کربلا کی عظمت اور شہادت کے مقام و مرتبے کو پیش کر کے قربانی کے جذبوں کو ابھارا گیا۔ حق و باطل اور شہادت کا استعارہ اپنی وسیع تر معنویت میں رنگارنگی کا حامل ہو کر نئے انداز و جہت کے ساتھ اردو شاعری میں ابھرا۔ اس کی فکری جہت قومی گیتوں کے اثر سے ایک نئے معنی اور رجحان کے ساتھ ابھرتی ہے۔ یہاں یہ آزادی کی نعمت، تشخص کے ادراک کے ساتھ قوم میں اخلاقی و اصلاحی صفات کو پیدا کرنے کا مظہر بھی بنتا ہے۔ اس کی مثال اعتبار ساجد کے ان اشعار سے ملتی ہے:

جن کو ادراکِ تمیزِ حق و باطل ہی نہیں
ان کی اسنادِ شہادت کسی قابل ہی نہیں(۱۱)

قومی گیتوں کے اثر سے سلام نگاری میں آہ و فغاں اور نالہ و فریاد کی بہ جائے صبر، ہمت، جوش، جذبہ، یقین کے رویوں کا اظہار کیا گیا۔ نامساعد حالات میں ڈٹے رہنے اور سینہ سپر ہونے کا درس دیا گیا۔ شہادت کے موضوع کو سلام و مناقب میں اس انداز سے پیش کیا گیا کہ حق کی خاطر ان کی قربانی و ایثار کے اسی جذبے نے شہدائے کربلا کو ابدی زندگی عطا کی۔ ان اصناف میں قومی گیتوں کے انداز میں پاکستانی قوم کو یک جہتی اور درسِ وحدت دیا گیا۔ ان میں ملی شعور، ہمت، قوت اور یقین پیدا کرنے کی سعی کی گئی۔

قومی گیت موضوعاتی اور اسلوبی اعتبار سے کثیر الجہات ہیں۔ یہ گیت فکری اعتبار سے نئی جہت میں سفر کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ تاریخی شعور کو متحرک کرتے ہیں اور سماجی شعور کو بے دار کرتے ہیں۔ محبت، دوستی، یک جہتی کے دیرپا رشتے استوار ہوئے۔ ان رشتوں کی تعمیر و تزئین بار بار مختلف انداز سے کی گئی اور یوں یہ موضوع گیتوں میں یک رنگی سے ہمہ رنگ ہو گیا۔ نت نئے خیالات اور الفاظ و تراکیب کا وافر ذخیرہ شاعری میں داخل ہوا۔ ان گیتوں کے توسط سے شعرا کا وطن، دھرتی اور مٹی سے محبت کا قلبی اتصال غیر معمولی طور پر ظاہر ہوا۔ وطن کی ہر شے سے محبت اور وابستگی قومی گیتوں کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔ یہ وابستگی اور محبت انسانی جذبوں کی وہ عطا ہے جو بے اختیار حب الوطنی کی طرف مائل کرتی ہے۔ مخصوص لفظیات اور کرداروں سے قومی گیت اپنا شعری منظر نامہ تشکیل دیتے ہیں۔ ان گیتوں نے پاکستان کی اردو شاعری کو نئے تخلیقی ذائقے سے آشنا کیا۔ حتیٰ کہ غزل جیسی صنف شاعری جو عشقیہ تہذیب پر چلتی تھی اس کا بھی منظر نامہ بدل کر رہ گیا۔ غزل میں کبھی روایتی عشق و عاشقی کے مضامین کو کبھی رد کر کے معروف روایتی دنیا سے بے نیازی اختیار کی گئی تو کبھی روایت پر چلتے ہوئے نیا اور منفرد زاویہ عطا کیا گیا۔ غزل میں تخیلاتی تہذیب و ثقافت کی جگہ پاکستانی معاشرے کی حقیقی تصویریں جگہ پانے لگیں۔ پاکستانی تہذیب و معاشرت پر توجہ کا رجحان اس قدر بڑھا کہ شاعری کی تقریباً تمام اصناف میں اس کی تشکیل کے مظاہرے ہوئے۔ شعرا نے غزل کے علاوہ پاکستانی تہذیب و معاشرت کی عکاسی نظم نگاری کی مختلف ہیئتوں

میں بھی ضروری سمجھی۔ گیتوں میں مختلف الجہات تجربے کیے گئے۔اس طرح گیتوں کے توسط سے اردو شاعری کا رخ ایک نئی سمت میں مڑ جاتا ہے۔ جس کے تحت شعر و ادب میں موضوعات کا تنوع دیکھنے کو ملتا ہے۔ قوم اور ملت کے حوالے سے نئے موضوعات، نئے اسالیب، پیمانے اور نئے تجربے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اگرچہ گیتوں نے قومی معاملات و مسائل کے حوالے سے صرف صنف گیت پر ہی اکتفا نہیں کیا بل کہ شاعری کی دیگر اصناف میں بھی اپنا اثر و رسوخ پیدا کر لیا ہے۔ شاعری کی مختلف اصناف قومی گیتوں کے اثرات کو قبول کر کے اپنے دائرہ کار کو بڑھا لیتی ہیں۔ اب قومی و ملی شاعری صرف گیت، نغمے یا ترانے تک محدود نہیں رہتی۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ریاض ندیم، نیازی، چمن زار (حمد و نعت)، (لاہور: ماورا پبلشرز، طبع دوم، ۲۰۲۰ء)، ۴۶۔

(۲) ایضاً، ۱۰۲۔

(۳) ریاض ندیم، نیازی، کُن فیکون، (لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۲۰ء)، ۱۴۲۔

(۴) مظفر وارثی، الحمد، (لاہور: ماورا پبلشرز، ۱۹۸۴ء)، ۴۵۔

(۵) ایضاً، ۹۵۔

(۶) مظفر وارثی، کعبہ عشق، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء)، ۱۱۶۔

(۷) مظفر وارثی، کعبہ عشق، ۱۳۴۔

(۸) ریاض ندیم، نیازی، گل زار اہل بیت علیہ السلام (گل ہائے مناقب و سلام)، (لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۲۰ء)

(۹) ایضاً، ۱۵۴۔

(۱۰) ریاض ندیم، نیازی، فیضانِ اولیا (مناقب)، (لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۲۰ء)، ۵۸۔

(۱۱) اعتبار ساجد، امتزاج، (کوئٹہ: قلات پبلشرز، ۲۰۱۶ء)، ۳۷۔

References

1. Riaz Nadeem Niazi,*Chamanzar,(Hamad o Nat)*, (Lahore: Mawrah publishers, 2020),46
2. ibid, 102
3. Riaz Nadeem Niazi, *Kun Fayakun*, (Lahore, Mawrah Publishers, 2020), 142.
4. Riaz Nadeem Niazi, *Alhamad*, (Lahore: Mawrah Publishers,1984), 45.
5. ibid, 95.
6. Muzaffar Warisi, K*aaba-e- Eshiq*, (Lahore: Sang-e Meel Publications, 1989), 116.
7. ibid, 134.
8. Riaz Nadeem Niazi,*Gulzare Ahle Bait(Gul hi Manqabit o Salam)*, (Lahore: Mawrah Publishers, 2020), 153.
9. ibid, 154
10. Riaz Nadeem Niazi, *Faizan e oliya,(Mnaqib)*, (Lahore: Mawrah Publishers, 2020),58.
11. Atbar Sajid, *Imtezaj*, (Quetta: Qalat Publishers, 2016), 37.

❖❖❖